22

قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیّت

قرآن وسنت کی روشنی میں قادیانی زندیقوں کے مکمل بائیکاٹ پر مبنی نہایت علمی وتحقیقی تحریر جو مضبوط دلائل اور نکتہ رس براہین سے مزین اور آراستہ ہے۔

مولانا مُفتی محمد امین
فیصل آباد

دفاعِ ختمِ نبوّت کونسل پاکستان
پی۔او۔باکس نمبر 81۔جی پی او۔دی مال۔لاہور پاکستان
www.difaekhatmenabowat.com

الحمد اللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد

حدود و قصاص کا قائم کرنا حکومت کا کام ہے، رعایا کا کام نہیں، لیکن اگر معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے اور کچھ افراد جرائم و معاصی کا ارتکاب کرنے لگ جائیں تو ان کو درست اور سیدھا کرنے کے لئے اور معاشرہ کو برائیوں سے پاک وصاف رکھنے کے لئے جرائم پیشہ افراد سے قطع تعلقی (بائیکاٹ) کرنا ان کے ساتھ میل جول، لین دین ترک کر دینا، ان سے رشتہ ناطہ نہ کرنا، ان کی تقریبات شادی غمی میں شریک نہ ہونا، ان کو اپنی تقریبات میں شامل نہ کرنا، نہایت ہی پر امن، بے ضرر اور مؤثر ذریعہ ہے۔ آج سے تقریباً نصف صدی پہلے تک ہر زمانہ کے مسلمان اسی بائیکاٹ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

''ترجمہ: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں اور دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفین کی احتیاج بھی ہوتی تھی لیکن وہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ کرتے تھے۔''

(مرقات، شرح مشکوٰۃ شریف جلد 10 صفحہ 290)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی رضا جوئی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یہ بائیکاٹ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے، بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملی طور پر بھی اسکو نافذ فرمایا۔ جب غزوہ خیبر میں یہودیوں کا محاصرہ کیا اور یہودی قلعہ میں محصور ہو گئے۔ کئی دن گزر گئے تو ایک یہودی آیا اور اس نے کہا اے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جان کی امان پاؤں تو آپ کو ایک راز کی بات عرض گزار کرنی ہے، اگر آپ مہینہ بھر ان کا محاصرہ رکھیں تو ان کو پرواہ نہیں کیونکہ ان کے قلعہ کے نیچے پانی ہے وہ رات کے وقت قلعہ سے اترتے ہیں اور پانی پی کر واپس چلے جاتے ہیں تو اگر آپ ان کا پانی بند کر دیں تو جلدی کامیابی ہوگی۔'' اس پر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا پانی بند کر دیا۔ تو وہ مجبور ہو کر قلعہ سے اتر آئے۔'' (زاد المعاد علی الزرقانی، جلد نمبر 4 صفحہ 205)

ایک مرتبہ جب حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور دو اور صحابی رضی اللہ عنہم غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے۔ واپسی پر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب طلبی فرمائی اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان تینوں کے ساتھ بات چیت ترک کر دی جائے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ اور میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے منع فرمادیا۔'' لہٰذا ''ہمارے ساتھ کوئی بھی بات نہ کرتا تھا۔'' (صحیح بخاری صفحہ 675، جلد دوم) اس بائیکاٹ کا یہ اثر ہوا کہ زمین باوجود وسیع ہونے کے ان پر تنگ ہوگئی بلکہ وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آ گئے۔ یہ بائیکاٹ جب چالیس دن تک پہنچا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اب ان کی بیویاں بھی ان سے الگ ہو جائیں۔ پھر جب پورے پچاس دن ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس کا حکم بذریعہ وحی نازل فرمایا۔

(تفصیل کے لیے دیکھیں تفسیر روح البیان۔ سورۃ توبہ، پارہ 11، آیت نمبر 118)

تنبیہ:

یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے ان سے لغزش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ان کی لغزش کو معاف فرمایا۔ ان کی معافی کی سند قرآن مجید میں نازل فرمائی، ان کے درجات بلند کئے، لہٰذا اب کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان حضرات کے متعلق کوئی ادب سے گری ہوئی بات کہے یا دل میں بدگمانی رکھے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا کرنا سراسر ہلاکت ہے اور دین کی بربادی ہے۔ اللہ تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قطع تعلقی (بائیکاٹ) کے متعلق قرآن پاک میں ہے:

ترجمہ: " مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ (عہد) نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے۔" (ال عمران:28)

حدیث پاک میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے انہیں منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر ان کے علماء نے ان کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیا اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے (بائیکاٹ نہ کیا) تو اللہ تعالیٰ نے ان کو برباد کر دیا اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان پر لعنت بھیجی۔

کیونکہ وہ نافرمانی کرتے حد سے بڑھ گئے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا ''قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جرائم پیشہ لوگوں کو روک لو۔''

(ترمذی شریف صفحہ 130 جلد 2)

مذکورہ بالا بائیکاٹ کا حکم ایسے لوگوں کے متعلق ہے جو عملی طور پر جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ لیکن جو دین کے ساتھ دشمنی کریں، اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت پر حملے کریں، ایسے بدمذہبوں کے لئے سخت حکم ہے ان کے ساتھ بائیکاٹ نہ کرنا، میل ملاپ، محبت، دوستی کرنا سخت حرام ہے۔ اگرچہ وہ ماں باپ ہوں، بیٹے بیٹیاں ہوں، بہن بھائی یا کنبہ برادری ہو۔ قرآن پاک میں ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بھائی، بہن ایمان پر کفر کو پسند کریں تو ان سے محبت و دوستی نہ کرو اور جو تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا وہ ظالموں میں سے ہوگا'' (پارہ 10، سورۃ توبہ، آیت نمبر 23)، نیز قرآن پاک میں ہے:

ترجمہ: ''تم نہ پاؤ گے کسی اس قوم کو جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، وہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو دشمنی اور مخالفت کریں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اگرچہ وہ دشمنی کرنے والے ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں، بھائی ہوں یا کنبہ برادری ہو۔ ایسے ایمان والوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور ان کی روح سے مدد فرماتا ہے اور انہیں بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان بہشتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی دونوں جہان میں کامیاب ہے'' (سورۃ مجادلہ، آیت 22)

آیت مذکورہ کا مفہوم یہ کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دوستی نہیں رکھ سکتے۔ یہ عین ایمان ہے اور ایسے ایمانداروں کے لیے طرح طرح کے انعامات ہیں۔

چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے:

ترجمہ: ''آیت مبارکہ میں یہ تعلیم و تربیت دی گئی ہے کہ کوئی قوم مومن بھی ہو اور کفار و مشرکین کے ساتھ اس کی محبت و دوستی بھی ہو یہ بات نہیں ہو سکتی'' نیز اسی میں ہے:

ترجمہ: ''آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے سے مبالغہ کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اور ایسا کرنے والوں کے لئے زجر و توبیخ ہے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے الگ رہنے کی پختگی بیان کی گئی ہے''

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایسا ایمان نقش کر دیا تھا کہ ان کی نظروں میں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں کسی کی کوئی وقعت ہی نہ تھی خواہ وہ باپ ہو یا بیٹا، بھائی ہو یا بہن۔ چنانچہ سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ابوقحافہ (رضی اللہ عنہ) کے اسلام لانے سے قبل جب اُن کی زبان سے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں سخت الفاظ سنے تو ان کو ایسا مکا رسید کیا کہ وہ گر گئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ''افعلت یا ابا بکر'' اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تو نے ایسا کیا ہے؟ عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ''اللہ تعالیٰ کی قسم اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں ان کو قتل کر دیتا۔ اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔'' (تفسیر روح المعانی)

اللہ تعالیٰ ان پاک روحوں پر لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے امت کو یہ سبق دیا کہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سب رشتے ہیچ ہیں۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و عظمت کے سامنے نہ کسی استاد کی عزت ہے، نہ کسی پیر کا تقدس رہ جاتا ہے، نہ ماں باپ کا وقار، نہ بیوی بچوں کی محبت آڑے آتی ہے اور نہ مال و دولت ہی رکاوٹ بن سکتی ہے۔

سبحان من کتب الایمان فی قلوب المومنین و ایدھم بروح منہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسی عشق و محبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کے جذبات کی تعریف فرمائی ہے۔

اشداء علی الکفار رحماء بینھم (فتح:29)

''یعنی وہ کافروں دشمنوں پر بڑے ہی سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں''

بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی اور شدت کی مقدار پر ہی عشق و محبت کا نکھار ہوتا ہے جو شخص محبت کا دعویٰ کرے لیکن محبوب کے دشمنوں کے ساتھ بغض و عداوت نہ رکھے وہ محبت میں سچا نہیں ہے، وہ محبت محبت ہی نہیں ہے بلکہ وہ بربریت ہے، دھوکہ ہے، فریب ہے۔ الحاصل اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی افضل الاعمال ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔

ترجمہ: ''عملوں میں افضل ترین عمل اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف)

رسول اکرم ﷺ دربار الٰہی میں یوں دعا کرتے ہیں۔

اللھم اجعلنا ھادین مھتدین غیر ضالین ولا مضلین سلما لا ولیئك وعدو الا عدائك نحب بحبك من احبك و نعادی بعد اوتك من خالفك اللھم ھذا الدعا وعلیك الا جابہ۔ (ترمذی شریف جلد 2 صفحہ 178)

ترجمہ: ''یا اللہ! ہم کو ہدایت دہندہ، ہدایت یافتہ کر، یا اللہ ہم کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا نہ کر، یا اللہ ہم کو اپنے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے والا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنے والا بنا۔ یا اللہ ہم تیری محبت کی وجہ سے تیرے دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے ساتھ ان کی عداوت کی وجہ سے ہم ان سے عداوت رکھتے ہیں۔ یا اللہ یہ ہماری دعا ہے اسے قبول فرما۔''

ان ارشادات عالیہ کو وہ صلح کلی حضرات آنکھیں کھول کر دیکھیں جو لوگ بے سوچے سمجھے جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ تو کافروں کو بھی گلے لگاتے تھے۔ ان حضرات سے سوال ہے کہ رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے ارشاد مبارک:) ترجمہ: ''اے غیب کی خبریں بتانے والے) نبی (جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی فرماؤ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔'' (سورۃ توبہ، آیت 73) کے مطابق حکم الٰہی کی تعمیل کرتے تھے یا نہیں؟

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ احکام خداوندی کی تعمیل سید دو عالم ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں کرسکتا اور نہ کسی نے کی ہے۔ بنابریں رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی شریف سے منافقوں کا نام لے کر مسجد سے نکال دیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''یعنی رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے فلاں تو منافق ہے، لہٰذا مسجد سے نکل جا۔ اے فلاں تو بھی منافق ہے، مسجد سے نکل جا۔ حضور ﷺ نے کئی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور ان کو سب کے سامنے رسوا کیا۔ اس جمعہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ابھی مسجد شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ کسی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی۔ جب وہ منافق مسجد سے نکل کر رسوا ہو کر جا رہے تھے تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آ رہے تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھے دیر ہو گئی ہے، شاید جمعہ ہو گیا

ہے لیکن منافق فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چھپ رہے تھے پھر جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا۔ بعد میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ تجھے خوشخبری ہو کہ آج اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو رسوا کر دیا ہے۔''

(تفسیر روح المعانی جلد 11 صفحہ 11 تفسیر مظہری جلد 4، صفحہ 289 تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 384 تفسیر خازن جلد 3 صفحہ 511، تفسیر بغوی علی الخازن جلد 3 صفحہ 511۔ تفسیر روح البیان جلد 3 صفحہ 493)

سیرت ابن ہشام میں عنوان قائم کیا ہے

طرد منافقین من مسجد رسول اللہ ﷺ

اور اس کے تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر ٹھٹھے کرتے، دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن کچھ منافق مسجد نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا:

"**فامر بهم رسول الله ﷺ فاخرجوا من المسجد اخرا جا عنيفا**"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ان منافقوں کو سختی سے نکال دیا جائے۔ اس ارشاد پر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ، خالد بن زید رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر پھینک دیا پھر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا، اس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب کھینچا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا، اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے۔

"**اف لك منافقا خبيثا**"

ارے خبیث منافق تجھ پر افسوس ہے۔ اے منافق! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد سے نکل جا۔ ادھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن حزم نے زید بن عمرو کی داڑھی کو پکڑا، زور سے کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا، پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس منافق نے کہا اے عمار (رضی اللہ عنہ) تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تجھے دفع کرے۔ اللہ تعالیٰ نے جو عذاب تیرے لیے تیار کیا ہے وہ اس سے بھی سخت تر ہے۔

فلا تقربن مسجد رسول اللہ ﷺ

آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا

بنونجار قبیلہ کے دوصحابی ابومحمد رضی اللہ عنہ) جو کہ بدری صحابی تھے (اور ابومحمد مسعود رضی اللہ عنہ نے قیس بن عمرو کو جو کہ منافقین میں سے نوجوان تھا گُدی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال دیا۔ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقوں کو نکال دینے کا حکم دیا ہے، حارث بن عمر کو سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر نکال دیا۔ وہ منافق کہتا تھا۔ اے ابن حارث تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا اے اللہ کے دشمن تو اسی لائق ہے۔ تو نجس ہے، پلید ہے۔ آئندہ مسجد کے قریب نہ آنا۔ ادھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی زری بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا: افسوس کہ تجھ پر شیطان کا تسلط ہے۔
(سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ نمبر 528)

نیز اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ تم ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے ہمیشہ نفرت اور بیزاری رکھو، ارشاد ہے:

قد کانت لکم اسوہ حسنہ فی ابراھیم والذین معہ اذ قالوا القومھم براء منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوہ والبغضاء ابدا حتی تومنو باللہ وحدہ۔ (ممتحنہ:4)

''بے شک تمہارے لیے اچھی پیروی تھی ابراہیم (علیہ السلام) اور اس کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ بے شک ہم بے زار ہیں تم سے اور اُن سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ہوگی ہمیشہ کے لیے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ مگر ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا اور میں اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا مالک نہیں اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔''

تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے:

یقول اللہ تبارك و تعالیٰ و عزتی لا ینال رحمتی من لم یوال اولیائی ویوادا عدائی۔ (صفحہ 35، جز 28)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کرسکتا۔''

درۃ الناصحین میں علامہ خوبوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے۔ یعنی ''رسول

اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام تو نے میرے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا! یا اللہ میں نے تیرے لئے نماز پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نماز تو تیرے ہی لئے برہان بنے گی۔ عرض کیا! یا اللہ میں نے تیرے لئے روزے رکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام روزہ تو تیرے لئے ڈھال بنے گا۔ پھر عرض کیا! میں نے تیرے لیے صدقہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقہ تو تیرے ہی لیے سایہ بنے گا۔ عرض کیا! میرے اللہ میں نے تیرے لئے ذکر کیا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام یہ تو تیرے لئے نور ہی ہوگا۔ بتا تو نے میرے لئے کون سا عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا! میرے پروردگار تو ہی بتا دے کہ وہ کون سا عمل ہے جو تیرے لئے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے موسیٰ علیہ السلام کیا تو نے میرے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کی ہے اور کیا تو نے میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی ہے؟'' (درۃ الناصحین صفحہ 210)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت کرنا جتنا مقبول و محبوب عمل ہے اتنا اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی عداوت رکھنا بھی مقبول و محبوب عمل ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی محبت اور ان کے دشمنوں، گستاخوں کی محبت آپس میں ضدین ہیں۔ یہ دونوں بیک وقت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

مخدوم الاولیاء سیدنا امام ربانی خواجہ مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''دو محبت متبائنہ جمع نشوند جمع کہ ضدین را محال گفتہ اند۔ محبت یکے مستلزم عداوت دیگر ست'' (مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر 165 جلد اول)

یعنی دو محبتیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی دل میں محبت ہوگی تو اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کی محبت دل میں نہیں آسکتی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کی جتنی محبت و دوستی دل میں آئے گی تو اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کی محبت اتنی ہی کم ہوجائے گی۔ نیز فرمایا:

''وہ علامت کمال محبت کمال بغض است با اعداء او صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (مکتوب 1/165)

یعنی ''تاجدار مدینہ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی علامت یہ ہے کہ سید دو عالم ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض و عداوت ہو۔'' نیز فرمایا:

''کافروں کے ساتھ جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے دشمن ہیں، دشمنی رکھنی چاہئے اور ان کو ذلیل وخوار کرنے میں کوشش کرنی چاہئے اور کسی طرح ان کی عزت نہیں کرنی چاہیے اور ان بدبختوں کو اپنی مجلس میں نہیں آنے دینا چاہئے (مکتوب نمبر 165)

مزید فرمایا ''در رنگ سگاں ایشاں را دور باید داشت''

یعنی اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہئے۔

نیز ایک جگہ اور فرماتے ہیں:

پس عزت اسلام در خواری کفر اہل کفر ست کسیکہ اہل کفر را عزیز داشت اہل اسلام را خوار ساخت''

یعنی اسلام کی عزت اسی میں ہے کہ کفر و کفار کو ذلیل وخوار کیا جائے جو شخص کفر والوں کی عزت کرتا ہے وہ حقیقت میں مسلمانوں کو ذلیل کرتا ہے۔ (مکتوب نمبر 1/163)

سیدنا امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا:

رسول اکرم شفیع معظم ﷺ کی بارگاہ تک لے جانے والا یہی ایک راستہ ہے (کہ ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی وعداوت رکھی جائے۔) اگر اس راستہ کو چھوڑ دیا جائے تو اس دربار تک رسائی مشکل ہے۔ (مکتوب نمبر 1/165)

یہ بھی مسلم کہ سید اکرم، نور مجسم، فخر آدم و بنی آدم ﷺ تک رسائی ہی دین ہے۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

یعنی تو اپنے آپ کو مصطفی ﷺ کے مبارک قدموں تک پہنچا دے اور اگر تو ان تک نہ پہنچ سکا تو تیرا سب کچھ ہی ابولہب ہے۔

قادیانیوں اور ان جیسے دیگر کافروں کے ساتھ بائیکاٹ کے متعلق چند احادیث مبارکہ بیان کی جاتی ہیں۔

حدیث پاک نمبر 1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''آخری زمانہ میں کچھ لوگ کذاب و دجّال بہت جھوٹے دھوکہ باز آئیں گے۔ وہ تم

سے ایسی باتیں بیان کریں گے جو تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی۔ لہٰذا اے میری امت تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔'' (مسلم شریف)

سبحان اللہ! کیا شان ہے تاجدار مدینہ ﷺ کی۔ آپ ﷺ نے نور نبوت سے پہلے ہی دیکھ لیا کہ دین کے ڈاکو آئیں گے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو ان سنی اور بناوٹی باتیں سنا کر اپنے دجل وفریب سے ان کے ایمان لوٹیں گے۔ لہٰذا! شفیقِ امت ﷺ نے پہلے سے امت کو بچنے کی تدبیر بتائی کہ اے میری امت! بے دینوں کے قریب مت پھٹکنا اور نہ ان کو اپنے قریب آنے دینا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ لیکن امت کے کچھ بے لگام افراد ہیں جو کہتے پھرتے ہیں جی صاحب! ہر کسی کی بات سننی چاہئے۔ دیکھیں بھلا کہتے کیا ہیں۔ اسی بنا پر قادیانیوں کے جلسوں میں جانے والے، ان کا لٹریچر پڑھنے والے ان کی تقریریں سننے والے ہزاروں لوگ گمراہ و بد دین ہو گئے، جہنم کا ایندھن بن گئے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اے میرے مسلمان بھائیو! ہوشیار، خبردار! قادیانیوں کے جلسوں میں مت جاؤ، ان کی تقریریں مت سنو! ان کے رسائل واخبارات مت پڑھو ورنہ پچھتاؤ گے۔ تقریر سنو تو اس کی جس کا دل محبت مصطفی ﷺ سے لبریز ہے۔ کتابیں اور رسالے پڑھو تو ان کے جن کے سینے عشق مصطفیٰ ﷺ سے معمور ہیں۔ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے:

''حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو بد مذہب آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضرت اجازت ہو تو ہم آپ کو ایک حدیث سنائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم قرآن پاک کی ایک آیت پاک بیان کریں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں یا تو تم یہاں سے چلے جاؤ یا میں اٹھ کر چلا جاتا ہوں۔ اس پر وہ دونوں خائب وخاسر ہو کر چلے گئے۔ کسی نے عرض کیا حضور اس میں کیا حرج تھا کہ وہ دو آدمی قرآن پاک کی کوئی آیت پاک سناتے۔ اس پر حضرت محمد بن سیرین قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دونوں بد مذہب تھے اگر یہ آیت پاک بیان کرتے وقت اپنی طرف سے اس میں پیچ لگا دیتے تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ تحریف میرے دل میں بیٹھ جاتی اور میں بھی بد مذہب ہو جاتا۔'' (فتاویٰ الحرمین)

سبحان اللہ! وہ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر محدث، قوم کے پیشوا، وقت کے

علامہ، علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر، وہ تو بد مذہبوں سے اتنا پرہیز کریں کہ قرآن پاک کی ایک آیت ان سے سننے کے روادار نہیں اور آج ان پڑھ، دین سے بے خبر اتنی بے باکی اور جرأت سے کہہ دیتے ہیں کہ جی صاحب ہر کسی کی بات سننی چاہئے۔ ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم''

یوں ہی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کوئی بات پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب نہ دیا۔ "فقیل له فقال از ایشاں" کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب کیوں نہیں دیا تو آپ نے فرمایا یہ بد مذہبوں میں سے ہے۔

حدیث پاک نمبر 2

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قضا وقدر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجوسی ہیں (حالانکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں) فرمایا کہ اگر وہ بیمار پڑیں تو انکو پوچھنے مت جاؤ اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے مرنے پر ان کے جنازہ وغیرہ میں مت شریک ہو، اگر تم سے ملیں تو ان کو سلام نہ کرو'' (ابن ماجہ شریف)

جب عام کافروں کے لیے اس قدر سختی وشدت سے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطع تعلقی کا حکم دیا تو مرزائی تو کافر بھی ہیں اور مرتد وزندیق بھی۔ ان کے لیے تو بدرجہ اولیٰ قطع تعلقی کا حکم ہے۔

شیزان کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟

شیزان کے مالکان قادیانی ہیں اور قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ شیزان کا بائیکاٹ ''ایک مشروب'' یا بوتل'' کا بائیکاٹ نہیں بلکہ اسلام دشمن کا بائیکاٹ ہے اور غیرت وحمیت اسلام کا ثبوت ہے۔

اعتراض! کیا جاتا ہے کہ شیزان میں استعمال ہونے والی اشیاء حلال ہیں یہ شراب تو نہیں کہ استعمال جائز نہیں ہے؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ دو چیزیں ہوتی ہیں

(1) اصل شے (2) حکم شے

مثال کے طور پر: (1) مٹی پاک ہے، یہ اصل شے ہے (2) حکم شے! مٹی کا کھانا جائز نہیں ہے۔ طلاق ضرورت کے وقت جائز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ ریشم پاک ہے لیکن مردوں کو استعمال جائز نہیں۔ سونا پاک ہے لیکن مردوں کو استعمال کرنا حرام ہے۔ اس طرح شیزان کے اجزاء پاک ہیں لیکن استعمال ناجائز ہے۔ کیونکہ شیزان کا استعمال اس کے قادیانی مالکان کی

تجارت وآمدنی میں اضافہ کرنا، مرتدوں ودشمنان رسول کی تبلیغ وفروغ میں مدد ومعاون بننا ہے اور مرتدوں کے ساتھ تعاون وتعامل حرام ہے۔

عقلی دلیل:

اگر کسی شخص کے باپ یا ماں کا کوئی دشمن ہو تو غیرت مند بیٹا والدین کے دشمنوں کے ساتھ کبھی بھی لین دین، کھانا پینا نہیں کرے گا۔ (بے ضمیروں کی بات الگ ہے)

نقلی دلائل:

(1) حضور سرور کائنات ﷺ سے قبل مدینہ منورہ میں عاشورہ محرم کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ تاجدار انبیاء ﷺ نے فرمایا: اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو دو روزے رکھوں گا تاکہ کفار کے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے، آپ ﷺ نے فرمایا:

من تشبہ بقوم فھو منھم

ترجمہ: جس نے جس قوم سے مشابہت اختیار کی وہ ان میں سے ہے۔

فائدہ:

1۔ مسلمانوں کا ایک اسلامی تشخص ہے، اتباع رسول ﷺ ان کا مقصد حیات ہے۔ مسلمان وضع وقطع بود وباش، لباس وزیبائش، شادی وغمی، عبادت وریاضت، نشست وبرخاست، خورد ونوش اور مجادلات ومعاملات میں اتباع رسول ﷺ کا پابند ہے۔

2۔ اسلام میں شراب کی خرید وفروخت حرام ہے کیونکہ اس میں برائی کے ساتھ تعاون ہوتا ہے۔ اس طرح شیزان کے ساتھ تعاون قادیانی لابی کی مدد کرنا ہے۔ اگر مسلمان گدھے، گھوڑے، بیل میں فرق نہ کرے تو یہ ان کی حماقت اور بے غیرتی ہے۔

3۔ فقہ کا مسئلہ ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے یا پیٹھ کر کے پیشاب کرنے سے، حضور رحمت دو جہاں ﷺ نے منع فرمایا ہے اگرچہ یہ شخص خانہ کعبہ سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہی کیوں نہ بیٹھا ہو، ناجائز وگناہ ہے۔ کیونکہ اس شخص نے اسلامی تشخص، مرکز اور شعائر اسلام کی توہین کی ہے۔ (ابوداؤد شامی)

4۔ ایک لمبی مونچھیں بڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ میری اپنی مونچھیں ہیں میں جو چاہوں

کروں لیکن ایسا ہرگز جائز نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مونچھوں کے کٹوانے اور داڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ مونچھوں کا بڑھانا مجوسیوں اور غیر مسلموں کا شیوہ ہے۔ مسلمانوں کو اپنا تشخص برقرار رکھنا ضروری ہے۔

ایک واقعہ:

حضرت عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو قیصر روم نے مع رفقاء کے گرفتار کیا اور ساتھیوں کو کھولتے تیل میں جلا کر شہید کر دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے خنزیر اور شراب پیش کی، آپ نے انکار کر دیا۔ حالانکہ اسلامی حکم کے مطابق جان بچانے کیلئے کھانے پینے کی اجازت ہے ''الا ما اضطررتم'' لیکن انہوں نے عزیمت پر عمل کیا تا کہ اسلامی تشخص مجروح نہ ہو۔ جیسے ہندوؤں کی پہچان ''مندر'' سے ہے، عیسائیوں کی ''گرجا'' سے اور مسلمانوں کی ''مسجد ہے''۔ یہ ہر مذہب کے تشخص ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کو قادیانیوں کا بائیکاٹ کرنا اسلامی تشخص کو برقرار رکھنا ہے۔

اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ انکی تمام مصنوعات کا سوشل بائیکاٹ کریں اور قادیانیوں کے ساتھ ہرگز تعلقات و معاملات نہ رکھیں۔

اُم المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ ابوسفیان ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ملنے کے لئے ان کے گھر گئے اور حضور نور مجسم ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیٹھنے سے منع کر دیا کہ تم کافر ہو اور یہ میرے پاک شوہر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا بستر ہے۔ ظاہر بات ہے بستر ناپاک نہ ہو جاتا لیکن اسلامی تشخص برقرار رکھنا ضروری ہے تا کہ کافر و مسلم کا فرق واضح رہے۔

الحدیث:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا (ترجمہ): ''جس شخص نے صاحب بدعت کی عزت کی، اس نے اسلام کے گرانے میں مدد دی۔'' المعجم الاوسط (قادیانی کافر، مرتد و زندیق ہیں ان کی عزت کرنا حقیقت میں حضور ﷺ کی توہین کرنا ہے اور حضور ﷺ کی توہین کا مرتکب خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ہے۔ فیصلہ خود کریں! قادیانیوں سے نفرت کر کے شفاعت مصطفیٰ ﷺ لینا چاہتے ہو یا دین کی دشمنی کر کے دنیا و آخرت کو تباہ کرنا چاہتے ہو؟ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے۔

قادیانیوں کے مکمل بائیکاٹ پر متفقہ فتویٰ

قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کے بارے میں اندرون پاکستان اور بیرون ممالک سے مختلف مکاتب فکر کے تقریباً 1000 سے زائد جید علماء کرام اور مفتیان عظام اور 100 سے زائد بڑے دینی مدارس کی مندرجہ ذیل دو باتوں پر متفقہ رائے ہے۔

(1) قادیانی/مرزائی کافر، مرتد اور زندیق ہیں۔ وہ اپنے کفریہ عقائد کو اسلام سمجھتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا غلام قادیانی نبی ہے جو اسے مانتا ہے وہ مسلمان ہے جو اسے نہیں مانتا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (نعوذ باللہ) قادیانیوں/مرزائیوں کا حکم عام کافروں سے علیحدہ ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ انہیں شریعت اسلامیہ اور آئین پاکستان کے مطابق سزا دے۔ علمائے کرام کا فرض منصبی ہے کہ وہ عوام الناس کو فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کریں اور قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کروائیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کا اقتصادی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی مقاطعہ یا مکمل سوشل بائیکاٹ کریں۔

(2) قادیانیوں/مرزائیوں سے خرید و فروخت، تجارت، لین دین، سلام و کلام، ملنا جلنا، کھانا پینا، شادی و غمی میں شرکت، جنازہ میں شرکت، تعزیت، عیادت، ان کے ساتھ تعاون یا ملازمت سب شریعت اسلامیہ میں سخت ممنوع اور حرام ہیں۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ان کو توبہ کرانے میں بہت بڑا علاج اور ان کی اصلاح اور ہدایت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ہر مسلمان کا اولین ایمانی فریضہ ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کی نشانی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں کتاب ''قادیانیوں کے مکمل بائیکاٹ پر متفقہ فتویٰ'')

شیزان Shezen کا بائیکاٹ کیجیے!

شیزان گستاخان رسول ﷺ قادیانیوں کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ اس کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ دارالکفر چناب نگر (ربوہ) جاتا ہے۔ مسلمان اپنی کم علمی کی بنا پر اس کے مشروبات اور دیگر مصنوعات خرید کر کم از کم 25 فیصد فنڈ قادیانیوں کو جمع کرواتے ہیں اور اس طرح اپنے آقا و مولا حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، دین اسلام اور وطن عزیز پاکستان کی مخالفت کے بھیانک جرم میں شریک ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ شیزان کی تمام اشیاء حرام اور لحم الخنزیر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ قادیانیوں کا کفر دیگر کافروں (ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں وغیرہ) کے کفر سے جدا ہے۔ قادیانی مرتد اور زندیق ہیں۔ لہٰذا ان سے کسی بھی قسم کا کاروبار اور لین دین کرنا حرام ہے۔ شیزان کی تمام تر مصنوعات اور اس کے دیگر اداروں کا مکمل بائیکاٹ ہر غیور مسلمان عاشق رسول ﷺ کا دینی و ملی فرض ہے۔ علاوہ ازیں اگر آپ کی نظر میں کوئی دوسری قادیانی کمپنی یا آپ کے شہر میں کسی قادیانی کی دکان ہے تو اس کا بھی بائیکاٹ کیجیے۔

توجہ فرمائیں! مسلمانوں کے بائیکاٹ کے بعد اب شیزان نے پران (Pran) اور مشموم (Mashmoom) کے نام سے اپنا نیا کاروبار شروع کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ ایک ہی کمپنی کے مختلف نام ہیں جو مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے لانچ کی گئی ہیں۔ ان کا مکمل بائیکاٹ کرنا ہر مسلمان کی دینی غیرت و حمیت کا تقاضا ہے۔

دفاع ختم نبوت کونسل پاکستان خط و کتابت کورس

پی۔او۔باکس نمبر 81۔جی پی او۔دی مال۔لاہور پاکستان

زیر سرپرستی
◉ جسٹس (ر) میاں نذیر اختر (قائم مقام چیف جسٹس، لاہور ہائی کورٹ)
◉ ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی (پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس، پی ایچ ڈی (فقہ) (ر) سابق کمشنر سیکرٹری)

0331-4421965, 0322-4356986, 0321-3178878 0333-4432090

www.difaekhatmenabowat.com